مولانا محمد مغیرہ (خطیب جامع مسجد احرار چناب نگر)

مجاهد ختم نبوت مولانا عبدالواحد مخدوم رحمہ اللہ

نومبر 93ء کو مجلس احرار اسلام کی مرکزی شوریٰ کے اجلاس میں جامع مسجد احرار چناب نگر کے عملہ کی تبدیلی کا فیصلہ کیا گیا۔اور ۹۴ء کے شروع میں جماعت نے میری تشکیل جامع مسجد احرار چناب نگر میں کر دی چونکہ حضرت پیر جی مدظلہ شوریٰ کے فیصلہ کے مطابق اس ادارہ کے منتظم قرار پائے اور حضرت پیر جی کا قیام اکثر و بیشتر چناب نگر میں ہوتا جس کی وجہ سے لوگوں کی آمد و رفت اور ملاقات کا سلسلہ تسلسل سے جاری رہتا۔ہم چونکہ نو وارد تھے علاقہ میں کسی سے کوئی شناسائی نہ جان پہچان تھی۔ لوگ آتے مل کر چلے جاتے،ان ملاقاتیوں میں سے مولانا عبدالواحد مخدوم بھی کبھی کبھی شاہ جی سے ملاقات کیلئے تشریف لاتے۔ہمیشہ تھوڑی دیر کے لئے ملاقات کرتے اور واپس تشریف لے جاتے۔

مولانا عبدالواحد مخدوم نہایت سادہ طبیعت،خاموش مزاج،چال چلن اور گفتار سے معلوم ہی نہیں ہوتے تھے کہ ایک مضبوط عالم ہیں۔رفتہ رفتہ مولانا کا رشتہ محبت حضرت پیر جی سے مضبوط ہوتا گیا۔ہم عمر ہونے کے ناطے اور حضرت پیر جی کے طفیل میرے بھی ان سے اچھے مراسم استوار ہو گئے۔ چنیوٹ و چناب نگر روزہ مرہ کی ضروریات پوری کرنے کے لئے ان کا ہر وقت آنا جانا رہتا تھا،ہمیشہ مسجد احرار میں تشریف لاتے۔

مولانا عبدالواحد مخدوم چناب نگر سے تقریباً سات کلو میٹر دور ساہیوال روڈ پر واقع ایک مشہور قصبہ ڈاور میں جامع مسجد محمدیہ میں خطیب تھے۔مولانا جہاں مضبوط عالم تھے ساتھ ہی ایک حاذق حکیم بھی تھے اور ڈاور میں ہی ''المخدوم دواخانہ'' کے نام سے مطب بھی کرتے تھے۔رد قادیانیت پر اچھی خاصی دسترس رکھتے تھے بلکہ رد قادیانیت انکا محبوب مشغلہ تھا۔جب کبھی ان سے کسی عنوان پر بات ہوتی حوالہ جات کی ایک لائن لگا دیتے۔مولانا کو مرزا غلام احمد قادیانی کی کتب کا نہ صرف وسیع مطالعہ تھا بلکہ انکو کتب مرزائیت کے صفحات کے صفحات ازبر تھے جبکہ جاننے والے خوب جانتے ہیں کہ مرزا جی کی گفتگو،تحریر کتنی بے ربط اور لایعنی سی ہے۔مولانا سے صرف مرزا جی کی کسی تحریر کا اشارہ دیدیں وہ اسی وقت پوری عبارت سنا کر حوالہ بھی بتا دیتے۔

مولانا بڑی خوبیوں کے مالک تھے ان کا ہر وقت خیال ہوتا کہ کوئی بندۂ خدا ملے کہ وہ مرزائیت کے پول کھولیں۔راقم کے جب ان سے تعلقات مضبوط ہوئے تو راقم نے ان سے عرض کیا کہ چناب نگر کے قرب و جوار میں مرزائی اپنی تبلیغی سرگرمیوں میں شب و روز مصروف عمل ہیں ہمیں بھی ان کے تعاقب میں نکلنا چاہیے اس قدر خوش ہوئے جیسے انکی دلی تمنا پوری ہو رہی ہو۔ باہمی مشاورت سے ہفتے میں ایک دن مقرر کر لیا گیا میرے پاس بھی موٹر سائیکل تھا جو جماعت کی طرف سے مجھے ملا ہوا تھا جبکہ مولانا کے پاس بھی ان کا اپنا موٹر سائیکل تھا۔ہم دونوں اپنی اپنی سواری لے کر نکل جاتے البتہ میرے ساتھ مقامی جماعت کے ایک کارکن مہر ریاض احمد ہرل بھی سوار ہوتے۔دیہاتوں میں کئی مرزائیوں

سے ٹاکرہ ہوا ہم انکو مجبور کرتے کہ گفتگو کرو اور بتاؤ تم مرزا غلام احمد قادیانی کو کیا مانتے ہو؟ جبکہ عموماً دیہاتوں میں وہ کہتے پھرتے ہوتے ہیں۔ کہ ہم تو مرزا جی کو ایک پیر ولی مانتے ہیں اور بس۔ کئی مقامات پر مرزائیوں سے گفتگو ہوئی اور اسکا بحمد اللہ بہت فائدہ ہوا کہ کئی جگہوں سے مرزائیوں کے ڈیرے اکھڑوائے۔

ایک دفعہ یہ ہوا کہ چناب نگر سے تقریباً سات آٹھ کلومیٹر پر واقع پٹھان کوٹ نامی بستی ہے اس کے امام مسجد صاحب۔ مولانا کے پاس آئے کہ مرزائیوں سے تاریخ طے ہوگئی ہے وہ کہتے ہیں کوئی مولوی آئے ہم سے گفتگو کرلے۔ مولانا عبدالواحد مخدوم میرے پاس تشریف لائے کہ تیاری کرو فلاں تاریخ کو بستی پٹھان کوٹ پہنچنا ہے، چنانچہ ہم حسب نظام الاوقات مذکورہ بستی میں پہنچ گئے اور مرزائیوں کا انتظار کرنے لگے کہ ایک موٹر سائیکل پر سوار دو آدمی ہاتھ میں کچھ کتابیں لیے بستی پٹھان کوٹ سے آگے کو نکل گئے۔ وہاں کے مولوی صاحب نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہی لوگ ہیں مگر تمہیں دیکھ کر راہ فرار اختیار کئے جا رہے ہیں۔ بس اتنا سننا تھا کہ مولانا عبدالواحد کھڑے ہوگئے اور مجھے کہا دیر نہ کرو موٹر سائیکل تیار کروانکے پیچھے چلتے ہیں یہ کیا ہوا وعدہ کر کے بھاگے جا رہے ہیں (ظاہر ہے اتنی دیر میں وہ کچھ فاصلہ طے کر گئے۔)
کچا راستہ سڑک ناہموار مگر اسکی پرواہ کئے بغیر مولانا اور میں اپنی اپنی سواریوں پر آگے پیچھے کافی دور تک ان کا پیچھا کیا کہ کہیں وہ ہمارے ہاتھ آجائیں راستہ میں ملنے والوں سے پوچھتے کہ کوئی دو آدمی موٹر سائیکل پر جاتے تو نہیں ملے لوگ کہتے آگے کو نکل گئے ہیں گرمیوں کا موسم تھا۔ انکی قسمت وہ تو نہ ملے البتہ لوگوں سے پتہ چلا کہ فلاں ڈیرے پر مرزائیوں کا ایک گروپ دوائیاں تقسیم کر رہا ہے ہم سنتے ہی وہیں اس ڈیرے پر پہنچ گئے مجمع لگا ہوا ہے اور ان سے ہومیو پیتھک دوائی مفت حاصل کر کے دیہاتی خوش ہو رہے ہیں کہ آپ لوگ بڑے اچھے ہیں۔ ہم بھی چپکے سے السلام علیکم کہہ کر ایک طرف ہو کر بیٹھ گئے کہ ایک نوعمر لڑکا آیا انہوں نے اسکو چیک کیا اور کہا کہ اسکو یرقان ہے یہ دوائی سات دن اسے استعمال کرواؤ اگر صحیح نہ ہوا تو آئندہ ٹور پر ہم اس کو چناب نگر کے بڑے ہسپتال میں بڑے ڈاکٹروں سے چیک کروا کر دوائی لے دیں گے۔
حقیقت یہ ہے کہ میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ ڈسپرین کی گولی سر درد یا دانت درد کیلئے استعمال کی جاتی اسکے علاوہ میں علاج و تشخیص سے بالکل ہی نہ واقف ہوں میں نے اس لڑکے کو بلایا اسکی آنکھیں دیکھیں نبض پر ہاتھ رکھا اور اسکے پیٹ کو ہاتھ سے آہستہ آہستہ دبایا مجھے کیا معلوم کہ یرقان کی علامات کیا ہوتی ہیں۔ میرے اس عمل کو دیکھ کر مولانا عبدالواحد مسکرانے لگے وہ بھی جانتے تھے کہ یہ علاج معالجہ سے ناواقف ہے مگر میں نے یونہی کہہ دیا اس ٹیم کو مخاطب ہو کر کون پاگل کہتا ہے کہ اسکو یرقان ہے جس پر ان کی حالت دیکھنے کے قابل تھی۔ مولانا عبدالواحد چونکہ حکیم بھی تھے یہ بھی سمجھ رہے تھے کہ اس نے تک بندی کی ہے اور اسکا تیر صحیح نشان پر لگا ہے۔ فرمانے لگے "مولوی مغیرہ صاحب یہ دھوکہ باز لوگوں کا گروہ ہے جو ہر حالت میں انسانیت کے ساتھ دھوکہ بازی سے نہیں چوکتا۔ معلوم ہوتا ہے بلکہ میں یقین سے کہتا ہوں کہ ان میں ہومیو پیتھک کا کوئی بھی ڈاکٹر نہیں چونکہ ہومیو پیتھک ادویہ سے نفع نہ بھی ہو تو نقصان کا کم خدشہ ہوتا ہے اور یہ لوگ دھوکہ بازی

سے ادویہ تقسیم کر کے چلے جاتے ہیں کہ لوگ واہ واہ کریں۔ بس اتنی بات کرنا تھی کہ کہنے لگے کہ ہمیں جلدی ہے بقیہ مریض اگلے ٹور پر دوائی حاصل کریں۔ لوگ تو اٹھنے لگے مگر مولانا عبدالواحد نے کہا بھائی ہم تمہارے لئے اتنی گرمی میں سفر کر کے آئے ہیں تھوڑی دیر بیٹھو۔ خیر ہم نے ان کو مجبور کر کے بٹھالیا اور سارا ماجرہ انکو سنایا کہ تمہارے آدمیوں نے بستی پٹھان کوٹ میں مناظرہ طے کیا مگر ہمیں دیکھ کر وہ فرار ہو گئے انکا پیچھا کرتے کرتے آپ تک پہنچے ہیں تم بھی تو مرزائی ہو بتاؤ مرزا جی کو تم کیا سمجھتے ہو مگر وہ تیار نہیں ہو رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ ہمیں آگے جانا ہے جلدی ہے بالآخر انہوں نے مجبور ہو کر تاریخ طے کی ایک ہفتہ کا وقفہ تھا۔ مگر ہمیں دو دن پہلے ہی اطلاع ہو گئی کہ وہ آئے تھے اور جواب دے گئے ہیں کہ ہم نہیں آئیں گے اور اعتماد دلانے کیلئے ان ڈیرہ والوں سے کہا ہم پر پرچہ ہو جائیگا یہ مولوی بڑے خطرناک ہیں۔ مگر باوجود پتہ چل جانے کے اس طے شدہ تاریخ کو ہم وہاں پہنچ گئے ڈیرہ والوں کو بلایا اور انہیں غیرت دلائی کہ اگر وہ سچے ہوتے تو آج طے شدہ پروگرام پر ضرور پہنچتے یہ نشانی ہے کہ وہ جھوٹے ہیں میدان میں آنے کی ہمت ہی نہیں ہوئی اور تم لوگ انکو اپنے ڈیرے پر بٹھاتے ہو۔ اور پھر مولانا نے ان لوگوں کو مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹ سنائے تو وہ لوگ کانوں کو ہاتھ لگاتے اور توبہ توبہ کرتے۔ بالآخر ڈیرہ والوں نے وعدہ کیا کہ آئندہ انکو اس جگہ نہ بیٹھنے دیں گے نہ انکی کوئی بات سنیں گے اور نہ ہی دوائیاں ان سے لیں گے۔ چونکہ یہ علاقہ مولانا کا تھا اکثر لوگ مولانا کو جانتے تھے اس لئے جہاں ہم جاتے جو بھی ملتا اس سے مولانا کا پہلا سوال یہ ہوتا کہ ادھر کوئی مرزائی تو نہیں آتا۔ انکی کیفیت یہ ہو چکی تھی کہ انکی اکثر نجی مجالس میں بھی کسی نہ کسی طرح رد قادیانیت پر باتیں چلتی رہتی۔ اپنے قصبہ ڈاور میں صبح سکول کے لئے دو گھنٹے متعین کر چکے تھے جسکا معاوضہ کچھ نہ لیتے۔ اور اس وقت لڑکوں کو نماز کلمہ یاد کراتے جب میں نے ان سے سوال کیا کہ جب معاوضہ کچھ بھی نہیں تو تم نے یونہی سکول کو کیوں وقت دے رکھا ہے۔ تو فرمانے لگے اس کا ایک فائدہ تو یہ ہے کہ اپنے علاقہ کے لڑکے ہیں اور کچھ نہ سہی کم از کم نماز کلمہ تو صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھنے والے بن جائیں اور پھر یہ کہ کچھ عقائد کی اصلاح بھی ساتھ کرتا رہتا ہوں۔

دوسرا فائدہ اسکا یہ ہے کہ چناب نگر کے قریب سکولوں میں ضرور کوئی ماسٹر مرزائی ہوتا ہے میری موجودگی سے کم از کم اسکول میں وہ اپنی تبلیغی سرگرمیاں جاری نہیں رکھ سکے گا۔ اس وقت بھی ڈاور سکول میں دو ماسٹر مرزائی تھے اگر کبھی کوئی بات کرتے تو اسی وقت نقد جواب انکو مل جاتا۔ ایک دن ایک مرزائی ٹیچر نے باہمی گفتگو میں یہ کہدیا کہ جناب دیکھو ہم اہل قبلہ ہیں ہماری نماز روزہ کلمہ وہی ہے جو تم پڑھتے ہو ہم بھی وہی قرآن پڑھتے ہیں جو تم پڑھتے ہو اور پھر یہ کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے جو لوگ قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں انہیں کافر نہ کہو۔ نامعلوم مولویوں کو کیا ہو گیا کہ ہمیں کافر کہنے پر کیوں مصر ہیں۔ کسی ٹیچر نے مرزائی کی اس بات کا ذکر مولانا عبدالواحد مخدوم سے کر دیا۔

مولانا عبدالواحد مخدوم نے اسی وقت سٹاف کو اکھٹا کیا اور مرزائی ٹیچر سے پوچھا کہ تو نے یہ بات کہی ہے اس نے کہا بالکل میں نے کہی ہے۔ جس پر مولانا عبدالواحد نے کہا ہم بھی تو کلمہ پڑھتے ہیں نماز پڑھتے ہیں روزہ رکھتے ہیں قرآن بھی پڑھتے ہیں مگر تم بھی ہمیں کافر کہتے ہو، مرزائی ٹیچر نے کہا کہ اگر مرزا جی نے تمہیں کافر کہا ہے تو وہ اس اعتبار سے کہ کافر کا

معنیٰ چھپنے والا جب کہ تم مرزا جی کی صداقت کو چھپاتے ہو یہ تو نہیں کہا گیا کہ تم دائرہ اسلام سے خارج ہو۔ مولانا نے کہا اگر تمہاری کتابوں میں یہ بھی ہو کہ تمہارا مخالف کافر بھی ہو اور دائرہ اسلام سے بھی خارج ہو تو پھر ،مگر وہ مان نہیں رہا تھا مولانا نے اپنے تھیلے سے مرزا بشیر الدین کی کتاب آئینہ صداقت نکالی اور مرزائی ٹیچر سے کہا نکالو اسکا صفحہ ۳۵ قادیانی ٹیچر نے جب اسکا صفحہ ۳۵ نکالا تو اس پر یہ عبارت درج تھی کہ ''کل مسلمان جو مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر دائرا اسلام سے خارج ہیں۔'' یہ پڑھتے ہی مرزائی ٹیچر کتاب کے صفحات ادھر ادھر پلٹنے لگا اور پھر چپکے سے کتاب واپس کر دی۔ مرزائی کسی نہ کسی حیلہ سے گفتگو کے آغاز میں کوشش کرتے ہیں کہ کسی صورت یہ طے ہو جائے کہ مرزا جی کی کتاب کا حوالہ درمیان گفتگو نہ لایا جائے صرف قرآن وحدیث سے دونوں فریق اپنے اپنے دلائل لائیں اور بات اس انداز سے کرتے ہیں کہ ہم لوگ حالات کو دیکھ کر اس پر آمادہ ہو جاتے ہیں کہ ہمارے مسلمان بھائی جو اس وقت موجود ہوتے ہیں وہ بات کو سمجھ نہیں سکتے کہ کیا معاملہ ہے اور وہ بھی اس معاملہ میں انکے ہمنوا ہو جاتے ہیں کہ تم مرزا کو کیا کرتے ہو قرآن وحدیث ٹھیک ہے مگر مولانا اس معاملہ میں بڑے چالاک واقع ہوئے تھے ایسے موقع پر فرماتے کہ ہمارا تمہارا اختلاف قرآن سے نہیں اختلاف تو مرزا قایادنی کی ذات سے ہے جو شخص مختلف فیہ ہے اس کو زیر بحث لانا چاہیے اور یہی وہ حساس معاملہ ہے کہ مرزائی مرزا قادیانی کی شخصیت کو کسی صورت بھی درمیان گفتگو زیر بحث لانے کیلئے تیار نہیں ہوتے جو ایک بہت بڑا عجوبہ ہے۔ کبھی کبھی مباحثہ کے درمیان جب دیکھتے کہ مرزائی پریشان ہو رہا ہے اور اپنے موقف کو ثابت نہیں کر پا رہا تو کہتے اگر تم لوگ مرزا قادیانی کو اپنی آنکھوں سے پڑھو اور خود فیصلہ کرنے لگو تو مجھے یقین ہے کہ تم لوگ مرزا قادیانی کو بیچ چوراہے کے چھوڑ کر چلے جاؤ گے۔ تم لوگ لکیر کے فقیر ہو حقیقت سے اپنے آپکو آشنا کرنے کیلئے تیار ہی نہیں ہو۔

ایک دفعہ درمیان گفتگو مولانا عبدالواحد مخدوم نے حیات عیسیٰ علیہ السلام پر ایک آیت پڑھی اذ قال اللہ یعیسیٰ انی متو فیك اور معنیٰ اسکا یوں کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے عیسیٰ میں تجھے پورا پورا لینے والا ہوں۔

مگر مرزائی اس معنیٰ کو ماننے کیلئے تیار ہی نہ ہوا کہ متوفی کا معنی موت ہے۔ مولانا نے جھٹ روحانی خزائن جلد ۱ ص ۶۲۰ نکال کر مرزائی کے سامنے کر دی کہ مرزا جی نے اسکا معنیٰ ''پوری پوری نعمت دینے والا ہوں'' کیا۔ موت معنیٰ نہیں کیا۔

جس پر مرزائی سر پٹہ کر رہ گیا۔ قصہ مختصر کہ مولانا عبدالواحد مخدوم ہر وقت تعاقبِ مرزائیت میں کوشاں رہتے۔ اور تعاقبِ قادیانیت کیلئے ہی کبھی کبھی پندرہ روزہ اجتماعات علاقہ میں منعقد کرتے اور ان اجتماعات کے اشتہار فوٹوسٹیٹ کروا کر تقسیم کرتے۔

گذشتہ سال مجلس احرار اسلام کی طرف سے شہداء ختم نبوت کانفرنس کا پروگرام جو مارچ میں منعقد کیا جاتا ہے سے پہلے ہم نے پندرہ روزہ اجتماعات منعقد کیے کہ علاقہ میں پروگرام کی تشہیر بھی ہو جائیگی اور علاقہ کا دورہ بھی ہو جائیگا ۱۷ فروری جمعرات کو مولانا اکیلے پروگرام کے اشتہار تقسیم کرتے رہے جبکہ ۱۸ فروری جمعہ کو راقم اور مولانا دونوں ایک ہی موٹر سائیکل پر سوار ہو کر نکلے چناب نگر سے تقریباً ۱۵ کلومیٹر دور قصبہ ''ولہ'' میں اشتہار لیکر پہنچے وہاں احباب سے ملاقاتیں ہوئیں اشتہار انکے سپرد کر کے واپس ہم ساہیوال روڈ ''بستی جبانہ'' جا رہے تھے کہ اڈا صابو والہ پر ٹریکٹر سے تصادم ہو گیا راقم کو

معمولی چوٹیں آئیں اٹھ کر اپنے آپ کو سنبھالا جبکہ مولانا عبدالواحد نہ سنبھل سکے لوگ اکٹھے ہوگئے چارپائی پر لٹایا دودھ منگوا کر منہ کو لگایا جو مولانا نے نوش کرلیا گاڑی پر سوار کر کے لالیاں ہسپتال لے جارہے تھے کہ حرکت اعضاء رک گئی اور چند لمحوں کے بعد مولانا عبدالواحد کے رخسار چمکنے لگے جس سے محسوس تو ہوہی گیا کہ مولانا کا سفر آخرت شروع ہوگیا ہے اور ساتھ چہرے پر چمک آ جانے سے امید محسوس ہوئی کہ استقبال بھی اچھا ہی محسوس ہوتا ہے لالیاں ہسپتال پہنچے وہاں اس وقت کے سینئر ڈاکٹر محمد شریف صاحب کو اطلاع پہنچی اسی وقت چیک اپ کیا اور سرد آہ بھری افسردہ لہجہ میں فرمانے لگے افسوس میں انکی خدمت نہ کرسکا مولانا عبدالواحد اللہ کو پیارے ہوگئے ہیں ان للّٰہ وانا الیہ راجعون اس وقت میری کیا کیفیت تھی جو قابل بیان نہیں مگر اللہ کے قانون کے سامنے کسی کو دم مارنے کی کب پوزیشن ہے۔

مولانا عبدالواحد مخدوم کے انتقال کی خبر آناً فاناً پورے علاقے میں پھیل گئی ڈاکٹر محمد شریف کے تعاون سے ہی مولانا کا جسد خاکی گھر پہنچایا گیا جبکہ حادثہ کی اطلاع پہلے پہنچ چکی تھی۔ اس حادثہ کی اطلاع ملتان دفتر میں بھی پہنچ گئی جنازہ میں شرکت کیلئے نقیب ختم نبوت کے مدیر سید محمد کفیل بخاری ملتان سے روانہ ہوئے مگر نماز عشاء کے بعد جنازہ پڑھایا گیا جس کے باعث جنازہ میں شاہ جی شرکت نہ کرسکے۔ قبر کی تیاری میں تاخیر ہوجانے کے سبب رات دس بجے کے بعد تدفین عمل میں لائی گئی۔ آخری دیدار کیلئے کفن کا کپڑا چہرے سے ہٹایا گیا تو دیکھنے والوں نے دیکھا کہ مولانا کے چہرے کی چمک دوبالا دکھائی دے رہی تھی۔ مولانا عبدالواحد مرحوم جب تک زندہ رہے وقتاً فوقتاً ردمرزائیت کے مختلف عنوانات پر انکے مضامین نقیب ختم نبوت ملتان میں چھپتے رہے انکی ایک کتاب ''کذبات مرزا'' مجلس احرار اسلام کے اہتمام میں چھپی جس کے تمام اخراجات مجلس احرار اسلام نے برداشت کئے۔

مولانا عبدالواحد مخدوم کے والدین باحیات ہیں اور بڑھاپے کی منازل طے کررہے ہیں مولانا کے تین بھائی ہیں جن میں ایک بھائی محمد یونس حافظ قرآن ہیں بہت اچھا پڑھتے ہیں ملنسار ہیں تواضع وانکساری میں مولانا کی یاد تازہ رکھتے ہیں۔ مولانا کی ایک بیٹی جبکہ دو چھوٹے چھوٹے بیٹے ''عثمان اور عمر فاروق'' ہیں۔ مولانا اپنے بیٹے عثمان کو اپنے انتقال سے ایک مہینہ پہلے مدرسہ ختم نبوت واقع جامع مسجد احرار میں داخل کروا چکے تھے۔ مولانا عبدالواحد مرحوم کے انتقال سے ظاہر ہے والدین، اہلیہ، اور باقی عزیز واقرباء کو صدمہ پہنچا ہے مگر مولانا کے انتقال سے مجلس احرار اسلام کو بھی صدمہ ہوا کہ وہ مجلس احرار اسلام کے کارکن بھی تھے اور چناب نگر کے علاقہ میں ردقادیانیت کے کام میں مجلس احرار اسلام کے ساتھ انکا بہت بڑا تعاون بھی تھا۔ مولانا کی ردقادیانیت پر خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائیگا انکے ردقادیانیت پر سنہری اصول کی روشنی میں ہر لمحہ ہر آن فتنہ قادیانیت کا تعاقب برابر جاری رکھا جائیگا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کی دینی خدمات کو قبول فرمائے اور مولانا عبدالواحد کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے آمین ثم آمین۔